24

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرزِ تحریر کی تقلید کرو

(فرمودہ ۱۰- جولائی ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے الفاظ جو ان کے حواریوں نے جمع کئے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے ان سے آپ کا خاص طرز انشاء ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے۔ اور اس کے اندر اس قسم کی روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جارہی ہیں۔ اور جس طرح جب ایک زمیندار گھاس والی زمین پر ہل چلانے کے بعد سہاگہ پھیرتا ہے تو سہاگہ کے ارد گرد گھاس لپٹتا جاتا ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی جارہی ہے۔ اور یہ انتہاء درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔ میں تو عام طور پر دیکھتا ہوں کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر دنیا اس طرز تحریر کو قبول کرتی جارہی ہے۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اردو میں کتابیں لکھنی شروع کیں اس وقت تحریر کا رنگ ایسا تھا کہ آج اسے پڑھنا اور برداشت کرنا سخت مشکل ہے- مگر آہستہ آہستہ زمانہ کی تحریر بھی اسی رنگ میں ڈھل گئی جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ڈھالا تھا- مجھے افسوس ہے کہ سلسلہ کے نوجوان مصنف اور محرر اپنی تحریریں ایسے رنگ میں لکھتے ہیں جو اس زمانہ کے اوباشانہ مصنفوں سے تو مشابہت رکھتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر سے مشابہت نہیں رکھتا- میں کئی ایک کی تحریروں کو جب دیکھتا ہوں تو وہ ایسی ہوتی ہیں کہ اگر نیچے سے نام کاٹ دیا جائے تو میں بے تکلفی سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر ہے مگر اپنے ذہن کو انتہائی ذہول میں ڈال کر بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے رنگ میں ہے کیونکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے- ایک کے اندر ایک رنگ کی چستی تو نظر آئے گی مگر روحانیت نہیں ہوگی- ہنسی اور استہزاء کا پہلو تو ہوگا سنجیدگی اور وقار نہیں ہوگا- مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر پُر زور ہونے کے علاوہ سنجیدگی اور وقار سے باہر نہیں جاتی- پرانے زمانہ میں کبھی کبھی آپ نے دوسروں کے اشعار بھی نقل کئے ہیں مگر ایسے برجستہ کہ شوخی نام کو نہیں بلکہ درد اور سوز کو قائم رکھا ہے- پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہو جائے- پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمے ہے' آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے' آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے' آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے' آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے- اور یہ مصنفوں اور مضمون نگاروں کا کام ہے- باقی جماعتیں تو اپنی ذمہ داریوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور ایک حد تک ان پر کاربند بھی ہیں مگر مصنف اور مضمون نگار ابھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے- چاہئے کہ ہماری تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین ہوں تا آئندہ یہ سلسلہ ایسے رنگ میں جاری ہو کہ یہ بھی آپ کی ایک نشانی سمجھی جائے- عیسائیت کا طرز تحریر ساری دنیا سے جداگانہ ہے- اور عیسائی لٹریچر کی بنیاد انجیل پر ہے- عیسائی سکولوں میں اناجیل کے بعض حصے ایسے رنگ میں پڑھائے جاتے ہیں کہ نوجوانوں کو اس طرز تحریر اور زبان سے مناسبت پیدا ہو جائے- ہمارے مضمون نگاروں اور مصنفوں کو بھی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی تحریروں کو ایسے رنگ میں پڑھیں کہ اس طرز کی نقل کر سکیں۔ اور اس لٹریچر کی نقل کرنے کی کوشش نہ کریں جس میں شوخی اور ہنسی کا پہلو ہو تا کہ وہ دو خدمتیں بجالانے والے ہوں۔ ایک خدمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل کے قیام کی اور دوسری آپ کے طرز تحریر کو جاری کرنے کی۔ موجودہ صورت میں وہ ایک رنگ میں تو خدمت کر رہے ہیں یعنی سلسلہ کے دلائل کو قائم کر رہے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کو چھوڑ کر دوسرے رنگ میں حملہ کر رہے ہیں کیونکہ وہ اپنے عمل سے بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر نہیں بلکہ مولوی ثناء اللہ وغیرہ کا طرز تحریر قابل تقلید ہے جس میں دوسروں کو گالیاں دینا یا تھوڑی دیر کے لئے ہنسا لینا مد نظر ہوتا ہے۔ پس ہمارے اخبار نویسوں، رسالہ نویسوں اور کتابیں لکھنے والوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کی نقل کریں۔ میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا ہے خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے تشحیذ میں لکھا وہ لکھنے سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو پڑھا تا اس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتاب میں نے لکھی اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادبیہ کے باوجود انہیں نیچا دیکھنا پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر اپنے اندر ایسا جذب رکھتی ہے کہ اس کی نقل کرنے والے کی تحریر میں بھی دوسرے سے بہت زیادہ زور اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح ناصری تو دنیا کے لٹریچر کا رنگ بدل دے مگر مسیح محمدی نہ بدلے۔ اگر انجیل نے انیس سو سال تک دنیا کے لٹریچر کا رنگ بدلا ہے تو مسیح محمدی اس سے بہت زیادہ عرصہ تک بدلے گا۔ مگر اس کی طرف پہلا قدم اٹھانا ہمارا کام ہے۔ اگر ہمارا طرز تحریر وہی ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو پھر دیکھو کتنا اثر ہوتا ہے۔ دلائل بھی بے شک اثر کرتے ہیں مگر سوز اور درد ان سے بہت زیادہ اثر کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں دلائل کے ساتھ ساتھ درد اور سوز پایا جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا پانی ہے جس میں ہلکی سی شیرینی ملی ہوئی ہے۔ وہ بے شک شربت نہیں لیکن ہم اسے عام پانی بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ پانی کی تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے مگر دوسری طرف پانی سے زائد خوبیاں بھی اس کے اندر موجود

ہیں اور میں سمجھتا ہوں جو کام اس وقت ہمارے مصنف اور محرر کر رہے ہیں اس سے دوگنا کر سکتے ہیں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کو اختیار کریں۔ اس وقت پرانے لوگوں کا طرز تحریر اور ہے اور نئے لوگوں کا اور۔ ہر ایک کا جداگانہ طرز ہے اور ہر شخص اپنے رنگ میں چل رہا ہے جس سے قومی لٹریچر کی بنیاد قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر قومی حیثیت سے جماعت کسی طرز تحریر کو اختیار کر سکتی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر ہے۔ اس کو چھوڑ کر اگر ہر کوئی اپنا جداگانہ طریق اختیار کرے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ جماعت کسی کی بھی نقل نہیں کرے گی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور کی یہ پوزیشن نہیں کہ جماعت اس کی نقل کرے۔ اگر ہر ایک کی طرز تحریر علیحدہ ہو تو سلسلہ کا طرز تحریر کوئی نہ ہو گا حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہمارے مصنف کی تصنیف کو پڑھ کر خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی یا ادبی یا کسی اور موضوع پر ہو نوے فیصدی یہ پتہ لگ جائے کہ یہ کسی احمدی کی تصنیف ہے۔ اس کے اندر سنجیدگی، وقار، سلاست اور روانی ایک جگہ جمع ہونی چاہئے۔ اس کے اندر ایک طرف امید کو بڑھایا جائے تو دوسری طرف خشیت پیدا کرنے کا خیال رکھا جائے یہ نہیں کہ ایک چیز کو بڑھایا اور دوسری کو مٹا دیا جائے۔ وہ ایک ایسی نہر کی طرح ہو جو باغ کے درمیان میں سے گزرتی ہے اور دائیں بائیں دونوں طرف سیراب کرتی ہے۔ اس کے کناروں پر درخت ہیں جس کے سایہ میں لوگ آرام کرتے ہیں۔ اگر ہمارے دوست ایسی طرز تحریر اختیار کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اگر دنیا اس کی نقل نہ کرے تو کم از کم محسوس ضرور کرنے لگ جائے گی کہ یہ نیا طرز تحریر ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں قائم کیا ہے۔ اور یہ صورت یقیناً ہمارے لئے زیادہ بابرکت، زیادہ مفید اور زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوگی یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اس موقع پر میں مثالیں دے کر نہیں سمجھا سکتا۔ اس کا آسان گُر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی کتاب کو اٹھاؤ اور اس کے دس صفحے پڑھ جاؤ پھر آج کل کے کسی احمدی مصنف کی کتاب کے دس صفحے پڑھو صاف پتہ لگ جائے گا کہ نمایاں فرق ہے۔ لیکن اگر کسی میری تصنیف کے دس صفحے پڑھو تو صاف معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کی نقل ہے کیونکہ میں نے جس وقت سے قلم اٹھایا ہے ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھا ہے سوائے کسی خاص موقع کے جہاں کوئی اور بات مدنظر ہو اور روانی اور سلاست وغیرہ مدنظر نہ ہوں جسے عام کتابوں اور تحریروں میں شامل نہیں کیا جا سکتا بلکہ جداگانہ موقع اور محل ہوتا ہے۔ ایسی تحریروں کو چھوڑ کر

باقی کو اگر کوئی مُبصِّر پڑھے تو صاف معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز تحریر کی نقل کی ہے۔ مگر جدید مصنفوں کی تحریروں میں یہ بات نہیں بلکہ ان کی طرز ایسی ہے کہ معلوم ہوتا ہے دوسروں کو ہنسانا یا ڈرانا مد نظر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کی روانی کی مثال ایسی ہے جیسے پہاڑوں پر برساہوا پانی بہتا ہے بظاہر اس کا کوئی رخ معلوم نہیں ہوتا مگر وہ خود اپنا رخ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنّع سے بالا ہے۔ جس طرح پہاڑوں کے قدرتی مناظران تصویروں سے کہیں زیادہ دلفریب ہوتے ہیں جو انسان سالہا سال کی محنت سے تیار کر کے میوزیم میں رکھتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت بھی سب سے فائق ہے۔ انسان کتنی محنت سے پہاڑ کی تصویر تیار کرتا ہے مگر کیا وہ پہاڑ کے اصل نظاروں کا کام دے سکتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کے صَرف سے سمندروں کی تصویریں تیار کی جاتی ہیں۔ مگر سمندر جوش میں ہو تو کیا اس وقت کے نظاروں کا کام تصویر دے سکتی ہے۔ تصویر کے اندر نہ وہ دلکشی ہو سکتی ہے اور نہ ہیبت و شوکت۔ اسی طرح باقی سب تحریریں تصویریں ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات قدرتی نظارہ۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خدائی نظارہ کی نقل کرو تا تمہارا اپنا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا قانون دنیا میں پھیلے۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا زمانہ ہے اس وقت کئی باتیں قومی شعار بنائی جا سکتی ہیں جن کا بعد میں بنانا مشکل ہو گا۔ کیونکہ ایک تو دُور دراز مقامات اور ممالک میں جماعتیں پھیل جائیں گی اور دوسرے لوگ بھی ایک رنگ کے عادی ہو جائیں گے۔

رسول کریم ﷺ سے قبل کے زمانہ کے اشعار اگر دیکھیں تو ان میں لفاظی بہت نظر آئے گی مگر آپ کے زمانہ اور زمانۂ مابعد میں مسلمان شعراء کے کلام میں لفاظی چھوڑ قرآن کریم والی سلاست کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی آمد سے دنیا کا نقشہ بدل جاتا ہے اور لٹریچر بھی بدل جاتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تتبع میں دنیا کا لٹریچر بدل ڈالیں تا ہر انسان آپ کی اس خوبی کا بھی اعتراف کرے۔ اس کے علاوہ روحانی تبدیلیاں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں پیدا کیں انہیں بھی اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ میں نے تحریک کی تھی کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تہجد پڑھی جائے۔ قادیان کے متعلق تو مجھے معلوم نہیں یہاں کیا حال ہے ہاں باہر سے جو خطوط آتے ہیں ان سے معلوم ہوتا

ہے کہ جماعت نے اس طرف توجہ کی ہے بلکہ بعض جماعتوں نے تو باقاعدگی کے لئے باجماعت تہجد پڑھنی شروع کردی ہے۔ قادیان والوں کو باہر والوں سے ہرگز پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔ اگرچہ میں نے سنا ہے یہاں بھی کوشش کی جاتی ہے لیکن اگر ان جگہوں پر جہاں ممکن ہو مثلاً بورڈنگ ہاؤسوں میں یا مہمان خانہ میں باجماعت تہجد کا انتظام کردیا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ باجماعت تہجد ناجائز نہیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جب صحابہ آکر تہجد کی نماز میں شامل ہو جاتے تو آپ نے اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے نہیں روکا بلکہ منع کرتے ہوئے فرمایا خدا تعالیٰ کو یہ اس قدر پسند ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہ اسے فرض نہ بنالیا جائے۔[1] پس اگر ان جگہوں پر جہاں ممکن ہو باجماعت تہجد کا انتظام کرلیا جائے تو زیادہ روحانیت پیدا ہوگی اور اصل مقصد یہی ہوتا ہے کہ روحانیت کو دنیا میں پھیلائیں۔

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

---

[1] بخاری کتاب التہجد باب تحریض النبی صلی الله علیه وسلم فی قیام اللیل والنوافل من غیر ایجاب....